



تسہیل المواعظ
از مولانا انوار الحق صاحب عوم امر مہدی رحمہ اللہ

حساب آمد

نظرِ صالحی: حکمتِ امّت سے جو اللہ تعالیٰ نے مولانا شاہ
محمد اشرف دہلوی صاحب دہلوی کو اللہ تعالیٰ سے عطا فرمایا ہے

اس تسہیل المواعظ کے متعلق حضرت حکیم الامت کا ارشاد

اخفقر کا مشورہ ہے کہ مثلِ بہشتی زیور کے کوئی گھر اس سے خالی نہ رہنا چاہیے اس کا
نفع گھروالوں کی دینی میں بہت جلد آنکھوں سے نظر آجاتے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ



ماہرہ انجمن احیاء السنہ (دہلی)

نظر آباد، باغیان پورہ، لاہور پوسٹ کوڈ: 54920
فون: 6551774 - 042-6861584

فیروز پورہ یادگار خانقاہ امدادیہ شریفیہ

بالمقابل چڑیا گھر، شاہراہ قائد اعظم، لاہور۔ 54000
پوسٹ نمبر 2074، فون: 042-6370371، 042-6373310
E-mail: khanqahihir@hotmail.com



لگاره اسی میں جو خہ اختیار
نہ پڑا غریب اختیار کے پیچھے
عبادت کیے جا مزا گونہ آتے
نہ ادھی کو بھی چھوڑ سہا ہی کے پیچھے

مجدوب رحمة اللہ علیہ

حساب کی آمد



حضرت حکیم الامت مجدد الملت
مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی صاحب
نور اللہ مرقدہ



ناشر:

انجمن احياء السنہ (رجسٹرڈ)
نفیر آباد ، باغبان پورہ ، لاہور



نام کتاب: _____
 عنوان و عخط: _____
 و اعظ: _____
 تسبیل: _____
 کتابت: _____
 اشاعت اول: _____
 ناشر: _____

پیشگی کے لئے

لٹریچر کی ترسیل بذریعہ ڈاک صرف ان پتوں سے ہوتی ہے۔

یادگار خانقاہ امدادیہ اشرفیہ لاہور

بالمقابل چٹیا گھر شاہراہ قائد اعظم لاہور

پوسٹ بک نمبر: 2074 پوسٹ کوڈ نمبر: 54000 فون: 042-6373310

فیکس: 042-6370371

E-mail: khanqahlhr@hotmail.com

انجمن احیاء السنہ (رجسٹرڈ) فیئر آباد، باغیچہ لاہور پوسٹ کوڈ: 54920

انجمن احیاء السنہ فون: 042-6861584 - 6551774

ڈاکٹر المصطفیٰ
 خلیفہ مجاز: عارف باللہ حضرت اقدس
 مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب برکاتہم
 اشاعت: انجمن

رائش 32 لٹریچر بلاک فیئر آباد، باغیچہ لاہور فون: 042-6861584 - 042-6551774
 Mobile: 0300-9489624 E-mail: dramuqueem@yahoo.com

فہرست

- ۴ _____ حساب کی آمد
- ۴ _____ وعظ سننے کا طریقہ
- ۸ _____ سوئم اور چہلم وغیرہ
- ۹ _____ جمعرات کی فاتحہ اور مُردہ کا سامان
- ۱۱ _____ مُردہ کی قبر پر قرآن شریف پڑھوانا اور مؤذن کی ذلت
- ۱۲ _____ اللہ والوں کی صحبت کا اثر
- ۱۳ _____ سماع کا اثر
- ۱۳ _____ صحبت کا ادب کما نظر رکھنے سے ضرور اثر ہوتا ہے
- _____ ضروری بات پوچھنے سے رُکنا نہ چاہیے اور مراقبہ کا بیان جو
- ۱۴ _____ بہت مفید ہے

صحبت اولیاء

فرمایا جو شخص بخشش کا طالب ہو اولیاء کرام کی صحبت میں بیٹھے تمھارے اعمال میں ان کی صحبت برکت ہوگی۔ اہل اللہ کے دل روشن ہیں۔ پاس رہنے سے دل میں نور آتے۔ جب نور آتا ہے ظلمت تاریکی بھاگ جاتی ہے، شبہ جاتا رہتا ہے۔ ان کا دیکھ لینا ہی کافی ہوتا ہے۔

حساب کی آمد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنُسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ
وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ
اَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضِلِّهِ فَلَا هَادِيَ
لَهُ وَنَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَنَشْهَدُ اَنَّ
سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ
وَعَلٰى اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا كَثِيرًا - اَقْبَعُدْ

فَاعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ مُّعْرِضُونَ
ترجمہ: لوگوں کا حساب نزدیک آگیا اور وہ غفلت میں منہ پھیرتے ہوئے ہیں

وعظ سننے کا طریقہ | میں پہلے یہ عرض کیے دیتا ہوں کہ وعظ سننے سے
لوگوں کی غرضیں مجاہد ہوتی ہیں۔ بعض کی غرض
صرف جمع وعظ کی شرکت ہوتی ہے اور بعض کی غرض مجمع کی برکت لینا ہوتا ہے
اور بعض کی غرض اپنے مرضوں کا علاج ہے یعنی یہ بات کہ شخص کو اپنے دل
کے مرض معلوم ہو سکتے ہیں وہ اس طرح کہ وعظ کہنے والا جو کہتا جلتے
وہ وعظ کے مضمون سے بلا بلا کر دیکھتا جلتے۔ تو یہ سمجھ لیجئے کہ ہر ایماندار کو خواہ

وہ کتنا ہی کم درجہ کا کیوں نہ ہو ایک بڑا نور دیا گیا ہے کہ جس سے وہ اپنے نفع اور نقصان کو دیکھ سکتا ہے جس طرح بہت سے چراغ رکھے ہوں کہ سب میں کم یا زیادہ روشنی ضرور ہوتی ہے۔ حاصل یہ ہے کہ چھی غرض و عجز سننے سے اپنے حال کی درستی اور ان پر وعظ کہنے والے کی باتوں کو بلا بلا کر دیکھنا ہے اگر اس کو ششش میں مر بھی جائے گا تو نیکوں میں شمار ہوگا۔ یہ تمہید ہوتی۔

اب سنتے کہ اللہ تعالیٰ نے شکایت کی ہے بندوں کی غفلت کی وہ یہ کہ ان کا حساب بہت قریب آن لگا ہے اور وہ غفلت میں مُنہ پھیرے ہوئے ہیں اور یہ سمجھ لیجئے کہ شکایت دوست کی ہوتی ہے جس سے غرض یہ ہے کہ وہ اپنی درستی کر لے۔ شکایت سے تعلق توڑنا منظور نہیں ہوتا اگر کسی سے علاقہ رکھنا منظور نہیں ہوتا تو اس کی شکایت نہیں کیا کرتے دشمن کی شکایت ہی کیا جو کچھ کرے تھوڑا ہے۔ دشمن کے مقابلہ میں تو صاف جواب ہوا کرتا ہے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ شکایت کرتے ہیں بندوں سے تعلق دور نہیں کرتے بلکہ ان کو اپنا بنانا چاہتے ہیں چنانچہ کلام اللہ میں فرماتے ہیں وَاللّٰهُ يَدْعُو اِلَى دَارِ السَّلَامِ۔ ترجمہ اللہ تعالیٰ جنت کی طرف بلاتے ہیں اور یہ کتنی بڑی رحمت ہے کہ بدوں اپنی کسی غرض اور نفع کے ہمیں سنوارنا چاہتے ہیں۔ اس بات پر بعض لوگوں کو شبہ ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کو ہمارے عملوں کی ضرورت نہیں تو پھر کیوں ہمیں تکلیف دے گی؟ اس کے بارے میں میں کہتا ہوں کہ اگر مریض یوں کہے کہ حکیم جی کو میرے علاج کی کیا ضرورت ہے کیوں کہ ان کو تو کوئی نفع ہی نہیں۔ ظاہر بات ہے ایسا مریض اچھا نہیں ہو سکتا۔ مریض کبھی خیال نہیں کرتا کہ میں حکیم جی پر بڑا احسان کرتا ہوں

اور عبادت کرنے والے کو یہ خیال ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عبادت کرنے والوں کو سمجھتا ہے کہ عبادت اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ حالانکہ ان کا کام نہیں پھر ہمارے اوپر یہ مہربانی دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے پہلی اُمتوں کو ایک ہی دفعہ ایک کتاب عمل کرنے کو بھیج دی جس میں دل کے سارے مرض لکھے ہوئے تھے اور کلام بندوں کے سپرد کر دیا کہ اپنی ضرورت کے موافق اس کتاب میں سے نکال لیں اور اس اُمت کو ایک ایک نسخہ کر کے بھیجا۔ یعنی مختلف وقتوں میں کلام اللہ کی آیتیں اُتائیں۔ یہ نہیں کہ ایک ہی دفعہ پورا کلام اللہ بھیج دیا ہو۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی حکیم ابتدائی علاج سے انتہا تک ہر وقت کے موافق ایک ایک نسخہ دیتا ہے۔ یہ زیادہ مہربانی اور رحمت کی صورت ہے اور پھر اس سے بڑھ کر یہ رحمت ہوتی کہ ہمارے علاج کی دیکھ بھال کے لیے کیسے مہربان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا چنانچہ کلام اللہ کے اندر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں ہے۔

فَمَا رَحْمَةٌ مِّنَ اللَّهِ لِنْتَ لَهُمْ

ترجمہ: آپ صرف اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اس قدر مہربان ہیں۔

پھر خیال تو کرو کہ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس محبت کی کیا قدر کی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بے انتہا مہربان اور نرم تھے۔ اس سے کیا زیادہ بات ہوگی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جاہد الکفار کا حکم فرمایا کہ آپ بہت نرمی نہ کیجئے کچھ تو سختی چاہیے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی کسی کی بُرائی تو چاہی ہی نہیں۔ اگر کبھی انسانی تقاضہ سے تمہارے نقصان کی دُعا مانگی بھی تو پہلے اللہ تعالیٰ سے عہد کر لیا کہ اس دُعا کو رحمت کا سبب کر دیا کریں

نہ نقصان کا۔ اگر غور کرو تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دُعا تو دُعا بد دُعا بھی دعا ہے اور یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحمت ہے کہ صرف زبانی درستی نہیں فرمائی بلکہ خود محنت اٹھائی۔ آپ کو کبھی یہ خیال نہ ہو کہ عبادت کی کیا ضرورت ہے حالانکہ حضور کی اگلی پچھلی باتیں سب معاف کر دی تھیں۔ حدیث شریفین میں ہے کہ آپ تہجد کی نمازیں اتنی اتنی دیر کھڑے رہتے تھے کہ پاؤں مبارک درم کر آتے تھے اور فرماتے :

أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا -

ترجمہ: کیا میں اللہ کا بندہ شکر گزار نہ بنوں !

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا باوجود بخشش ہو جانے کے یہ حال تھا! پھر ہمیں کیا ہوا ہے۔ حالانکہ ہماری یقینی بخشش بھی نہیں ہوتی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بطور شکر عبادت کرنے پر قصہ یاد آیا وہ یہ کہ ایک بزرگ نے ایک پتھر کو دیکھا کہ رو رہا ہے بہت رحم آیا اور بذریعہ کشف معلوم کیا کہ کیوں رو رہا ہے؟ اس نے کہا کہ جب سے یہ آیت اترتی ہے

وَقَوَّدُهَا النَّاسُ وَالْحَجَّارَةُ

ترجمہ: دوزخ کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔

جب سے برابر رو رہا ہوں۔ ان بزرگ نے دُعا مانگی کہ اللہ تعالیٰ اس پتھر کو تو دوزخ سے بچا ہی دیا جائے۔ دُعا قبول کر لی گئی۔ اس پتھر کا آپ نے اطمینان کر دیا۔ پھر ایک مرتبہ جو گزر ہوا تو دیکھا کہ پہلے سے زیادہ رو رہا ہے۔ اس پر بڑا تعجب ہوا پوچھا کہ اب بھائی کیوں رو رہا ہے؟ تیری تو نجات ہو

گئی۔ اس نے کہا واہ جس عمل سے یہ نتیجہ ہوا اس کو اور زیادہ کیوں نہ کروں عرض
یہ ہے کہ عبادت میں بالکل اپنا ہی نفع ہے اور لوگوں کا خیال یہ ہے کہ عبادت
اللہ تعالیٰ کا کام ہے بس بوجھ سا اُتار دیا۔ ہمارے نفس دین کے چھوڑ دینے
کے لیے یہ سب جیلے کرتے ہیں۔ ہمارے ذمہ جو حقوق ہیں ان کا تقاضہ تو یہ تھا
کہ اگر وہ اپنی طرف ہم کو نہ بھی کھینچتے اور مہربانی نہ بھی کرتے تب بھی ہماری طرف
سے ہمیشہ طلب جاری رہتی۔ اگرچہ اُدھر سے انکار ہی ہوتا۔ مگر نہیں اُدھر سے
انکار نہیں طلب ہی ہے اور لوگوں کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے معاملہ کے خلاف
ہے کہ وہ بلا رہے ہیں اور یہ منہ پھیرتے ہیں اس واسطے اللہ تعالیٰ شکایت
کرتے ہیں جُدا کرنا منظور نہیں محبت جب ہی تک رہتی ہے جب تک شکایت
رہے فرماتے ہیں۔ اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ
مُعْرِضُونَ ۗ کہ لوگوں کا حساب بہت قریب آ گیا اور ان کو کچھ خبر نہیں
نہ کچھ پہلی باتوں کا بدلہ کرتے ہیں نہ آئندہ کے لیے احتیاط ہر بات میں جو معاملہ
ہمارا ان کے ساتھ ہے لوگ اس کے خلاف کرتے ہیں۔ ہماری حکم کی ہوتی
اور منع کی ہوتی باتوں پر بالکل نہیں چلتے نہ قول میں نہ فعل میں نئی نئی باتیں اور
کام اپنی طرف سے گھڑ لیے ہیں اور ان کو ہماری خوشی کا سبب جانتے ہیں۔

ہزاروں مثالیں اس کی ہیں جیسے سوئم
چہلم وغیرہ، مشہور حدیث ہے

سوئم چہلم وغیرہ

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ ترجمہ: کاموں کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔
اب دیکھ لیجئے کہ جو کام رواج پارہے ہیں ان میں نیت کیا ہے صرف

ریا کاری اور برادری کو دکھلانا کہ ہم نے فلانے کی موت ایسی کی۔ کہا کرتے ہیں
 ارے میاں رو پیہہ دور و پیہہ کے چنوں کے لیے نک کٹی کرتے ہو معلوم ہوا
 کہ صرف نک کٹی کا خیال اس کا سبب ہے۔ جب اس کام میں صرف نیت
 ریا کاری کی ہے تو ثواب کیسا اور جب کرنے والے کو ثواب نہ ہوا تو جس کو
 بخشا ہے اس کو کیا چیز پہنچے گی اور جو کوئی اس سے منع کرے تو کہتے ہیں کہ واہ حسب
 ثواب پہنچانے سے منع کرتے ہیں۔ سو یہ بات نہیں ہے بلکہ منع کرنے والا ایک
 صورت سے منع کرتا ہے اور دوسری صورت ثواب پہنچانے کی بتلاتا ہے۔
 مثال اس کی یہ ہے کہ جیسے اس وقت حج بمبئی کے راستہ سے منع ہو گیا اور چاچا حکام
 سے اجازت ہے وہ دوسری صورت ثواب پہنچانے کی یہ ہے کہ جتنا رو پیہہ
 سوئم و چہلم وغیرہ میں خرچ کرتے ہو۔ محتاج بیواؤں کو چھپا کر دے دو۔ دیکھو
 کتنا ثواب ہوتا ہے۔ مگر بڑا خیال تو یہ ہے کہ برادری کیا کسے گی۔ چار چار دانہ
 برادری کو ملنے چاہئیں تاکہ شہرت ہو جاوے، چاہے بھلا ایک کا بھی نہ ہو۔

لوگوں نے طرح طرح کے دستور باندھ رکھے ہیں۔

جمعرات کی فاتحہ اور مردہ کا سامان

مثلاً جمعرات کا دن آیا اور مسجد کے مٹلا کے پاس حلوے اور مٹھائی کی بھرا ہوئی
 ہے۔ ہفتہ کے دوسرے چھ دنوں میں تو بے چارے کو کوئی پوچھتا بھی نہیں بچی
 کھچی روٹی اور بسا ہوا سالن اس غریب کے لیے ہے اور آج ساتویں دن آرزو
 کرتے کرتے یہ دن آیا کہ ایک سالن سے دوسرا سالن اسے ملے گا۔ مگر یوں
 بے کار ہے کہ ایک دم سے اس قدر آ گیا کہ سب کھا نہیں سکتا اور ہفتہ بھر تک

رکھا بھی نہیں جا سکتا کیوں کہ بگڑ جائے گا۔ ملا بے چارہ اس کو سکھاتا ہے اور چھنکی بنا
 کر نکلتا ہے اور جو چیز سکھانے کے لائق نہیں جیسے حلوا اور ترچیز وہ اس کو محلہ
 والوں سے چھپا کر بیچ دیتا ہے خیال تو کیجئے کہ اس کی نیت بگڑی اور آپ کا مال
 برباد ہو گیا۔ اگر بچاتے اس کے کہ جمعرات ہی کو خیرات کریں دوسرے دنوں میں
 بھی کوئی نئی چیز اس کے پاس بھیج دیا کرتے تو اس کی نیت نہ بگڑتی اور نہ سکھانے
 کی نوبت آتی یا یہ دستور ہے کہ مُردہ کے کچھ کپڑے اور جامنا وغیرہ اذان دینے
 والے کو دی جاتی ہے اور ان کپڑوں کے دینے کا دستور اس طرح تاکید سے ہے
 کہ چاہے گھر میں ان کے سوا اور کچھ سامان نہ ہو اور گھر کے بچے ننگے ہی رہ جاویں
 مگر رسم کے خلاف نہ ہو حالانکہ ترکہ میں وہ کپڑے بھی دخل ہیں اور مُردہ کا چھوڑا ہوا
 مال جس کو ترکہ کہتے ہیں سب وارثوں میں مشترک ہے۔ بعض وارث نامالغ ہوتے
 ہیں ان کے مال میں خیرات کرنا حرام ہے بعض غائب ہوتے ہیں۔ بعض کا دینے
 کو جی نہیں چاہتا اور کپڑوں کا اچھا پن دیکھ کر لالچ آتا ہے مگر مجبوراً دیتے جاتے ہیں
 ورنہ برادری والے دیکھ کر کہیں گے کہ دیکھو مُردہ کے کپڑے پہن رکھے ہیں اور اگر
 کپڑے قیمتی ہیں اور پہنچے موذن کے پاس تو یوں اُن کا ناس ہوا کیوں کہ وہ اُن کی
 قدر نہیں جانتا بازار میں لے جا کر جن داموں میں بیچ دیتا ہے۔ صاحبو! اگر یوں
 صورت کی جاتی کہ ان کو تقسیم کر کے جو بالغ موجود ہیں وہ اپنا حصہ منخوشی بیچ کر قیمت
 خیرات کر دیتے اور نابالغوں کا حصہ حفاظت سے رکھ لیا جاتا تو کیا اچھی بات
 تھی۔ یا بچوں کو پہننے دیتے تو کیا جرم تھا۔

مردہ کی قبر پر قرآن شریف پڑھوانا اور توذن کی ذلت

یا بعض
جگہ دستور

ہے کہ مردہ کی قبر پر چالیس روز تک قرآن شریف پڑھواتے ہیں اور کچھ اجرت حافظ کو دینی پڑتی ہے اور اتنے دنوں کا کھانا بھی ملتا ہے۔ اس کے بارہ میں سنتے وہ یہ کہ قرآن شریف پڑھ کر اجرت لینا حرام ہے یہ سنہ فقہ یعنی مستلوں کی کتاب میں لکھا ہوا ہے اور قرآن شریف پڑھانے میں جو جائز ہونے کا فرامی دیا گیا ہے تو اس ضرورت سے کہ لوگوں کو یوں تو پڑھانے کا شوق رہا نہیں اگر پڑھانے کی تنخواہ کبھی منع کر دیا جائے تو قرآن شریف کے ضائع ہو جانے کا ڈر ہے اور مردہ کی قبر پر نہ پڑھوانے سے یہ ڈر ہی نہیں اس لیے وہ حرام ہی رہے گا۔ ظاہر ہے کہ جب بدلہ لے کر قرآن شریف پڑھا گیا تو پڑھنے والے ہی کو ثواب نہ ہوا پھر مردہ کو کیا چیز بخشے گا اس لیے یہ اجرت آپ کی برباد گئی اور حافظ صاحب کے دل پر جو کچھ اثر ہوا وہ الگ وہ ہر وقت منتظر رہتے ہیں کہ کوئی مرے اور جہاں جنازہ دیکھا اور طینان ہوا کہ اب چالیس روز کا سہارا تو ہوا۔ چلے جوں میں ختم ہوتا جاتا ہے۔ تو دُعا مانگتے جاتے ہیں۔ وہ مثل ہے کہ مرے موٹا اور بھرے لوٹا۔ صاحبو! یہ ساری خرابیاں کا ہے سے پیدا ہوئیں صرف پابندی رسم سے۔ اگر آپ حافظ جی کو یوں ہی کبھی دعوت کر کے عمدہ کھانا کھلا دیا کرتے اور اپنے کپڑوں میں سے کبھی کپڑا دے دیا کرتے تو کیوں وہ تمہارے مرنے کو تکتے۔ مگر حالت یہ ہے کہ بجز موقع موت کے اس کی کوئی بات بھی نہیں پوچھنا اور خاص کر توذن کو نوکروں چاکروں سے بھی زیادہ ذلیل سمجھ رکھا ہے۔ نامعلوم

اس طرف یہ بات ہے یا نہیں ہمارے قصبات میں تو محلہ کا پانی تک اس سے بھرتے ہیں۔ یوں دستور ہے کہ اگر کسی کے مکان سے صیل یا ماما مسجد کے کنوئیں یہ بر گھڑا بھرنے کو لاتے اور موذن موجود ہو تو اچھا تو یہ ہے کہ وہ گھڑے کو بھر کر مکان تک پہنچا آئے اور کم از کم اتنا تو ضروری ہے کہ اپنے ہاتھ سے بھر کر اس صیل کو ڈے دیں۔ بے چارے کو سینکڑوں گھڑے بھرنے پڑتے ہیں۔ کیا و مجاہدوں کا نوکر ہے۔ اگر اس کو روٹی دیتے ہو تو وہ اذان بھی تو کہتا ہے اور اکثر تو ایسا ہوتا ہے کہ مسجدوں میں طالب علم رہا کرتے ہیں وہ پڑھیں یا تمہارے گھڑے بھریں اور ایسے ہی بہت سے رواج اس قسم کے ڈال رکھے ہیں کہ صد ہا خرابیوں کے باعث ہوتے ہیں۔ وجہ اس کی کیا ہے کہ ان خرابیوں پر نظر نہیں اور سہی واسطے ان کی درستی کو ضروری نہیں سمجھتے اس بات کا خیال نہیں کہ ان کاموں پر بھی قیامت میں حساب ہوگا۔ اس کا خیال رکھو اور مولویوں کے پاس بیٹھو اور ان سے لگاؤ پیدا کرو اور اپنی باتوں اور فعلوں کی ان سے پوچھ پوچھ کر درستی کرو۔ پوچھنے میں شرم بہرگز نہ کرو۔ جب ان سے پوچھو گے تو ضرور کوئی شکل نکلے گی۔ ان کے پاس پہنچو گے تو اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچو گے۔

اللہ والوں کی صحبت اختیار کرنی چاہیے مگر قبض صحبت سے بچنا چاہیے

اللہ والوں کی صحبت کا اثر

خیر ضرورت کے واسطے مضائقہ نہیں میل جول بلا ضرورت نہ چاہیے۔ اللہ والوں کی صحبت سے ضرور نفع ہوتا ہے۔ لوگوں کا خیال یہ ہوا کرتا ہے کہ صاحب ہم فلانے بزرگ کے پاس بیٹھے تو کچھ کمال نہ ہوا۔ پہلی دفعہ میں جوش تک بھی نہ ہوا۔ یہ غلطی

ہے سب سمجھ لیجئے کہ صحبت کا اصل اثر یہ ہے کہ دنیا کی محبت گھٹ جاتے اور اللہ تعالیٰ کی محبت بڑھ جاتے۔ پھر کبھی نفس کی حالتوں کا غلبہ بھی اس کے ساتھ پایا جاتا ہے، بعض لوگوں کا حال سُنا ہو گا کہ پیر کی بات سُن کر پچھاڑ کھا کر گر پڑے۔ لوگوں کے نزدیک یہی بڑا اثر ہے۔ جہاں یہ پایا جاوے وہی مجلس چھٹی جاتی ہے۔

عام لوگ کہا کرتے ہیں کہ میاں گانا سُنا تو وہ چیز ہے کہ
سماع کا اثر سانپ کو بھی مُست کر دیتا ہے۔ میں کہتا ہوں یہی دلیل

ہے کہ یہ خاص حالت لائق اعتبار نہیں کیونکہ لائق ماننے کے وہ حالت ہے کہ انسان ہی میں پائی جاتے اور میں نہیں اور جب سانپ کو اس سے اثر ہوا معلوم ہوا کہ گانا سننے سے ایسی کیفیت ہوتی ہے جو انسان میں بھی اور دوسرے حیوانوں میں بھی پائی جاتی ہے اس لیے کوئی کمال نہ ہوا۔ انسان کا خاص کمال تو وہ ہے کہ تمام خلقت پر بڑھ جاوے بلکہ فرشتوں پر بھی۔ وہ کمال یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی پوری تابعداری اور نفس کی درستی پیدا ہو۔ ہاں اگر تابعداری کے ساتھ جوش کی حالت بھی پیدا ہو جائے اور اچھا ہے کیونکہ یہ نفس میں تیزی پیدا کرتا ہے اس لیے تابعداری پر مددگار بن جاتا ہے جیسا کہ آجُن میں آگ کہ گاڑی میں بدون آگ کے ٹھیلنے سے بھی چلتی ہیں۔ مگر آگ سے خوب تیز چلتی ہیں۔ غرض اصل مقصود تابعداری اور اللہ تعالیٰ کی نزدیکی ہے اگر بھڑک نہیں ہے پُرمت ہو اور جو دونوں ہوں تو بہتر اور اچھا ہے۔

صحبت کا ادب کا نظارہ کھنے سے ضرور اثر ہوتا ہے
 لوگ
 صحبت

کا اثر چاہتے ہیں مگر اکثر لوگ آداب صحبت کو جانتے بھی نہیں۔ صحبت کے جو طریقے ہیں وہ اختیار کیجئے پھر دیکھئے کہ اثر ہوتا ہے یا نہیں۔ طرح طرح کے بکھڑے لے کر پیروں کی خدمت میں جاتے ہیں۔ کوئی مقدمہ کے واسطے دُعا کراتا ہے کوئی اولاد کو چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا چاہنے والا بھی کوئی ہے؟ پیروں کے پاس سوائے ضروری بات کے کچھ بات نہ کی جاوے۔ اگر وہ خود بھی دنیا کی بات کریں تو یہ سمجھو کہ انتہا کے مرتبہ پر پہنچنے والے کو ان سے نقصان نہیں ہوتا اور تم ابتدائی حالت میں ہو اس لیے تم کو نقصان ہوگا۔ لوگوں کا حال یہ ہے کہ اگر کوئی بات پوچھنے کی ہو تو یوں گمان کر رکھا ہے کہ ہم جا کر بیٹھے ہیں اس کو پوچھنا نہ چاہیے پیر خود بیان کریں۔ صاحبو! اول تو یہ بات کشف سے ہوتی ہے اور کشف ہمیشہ اختیار میں نہیں اور مان لو کہ ان کو کشف بھی ہو گیا تو کیا ضروری ہے کہ تمہاری بات کا جواب بھی دیں۔ جب تم حاجت والے ہو کہ پوچھنے سے بے پروا ہو تو وہ بے پروا ہوں تو کیوں مجبور کیے جاویں۔ پھر یہ ہے کہ تمہارے پوچھنے سے ان کی شفقت اور مہربانی تمہارے اوپر زیادہ ہو جائے گی ضرور پوچھو جب وہ بدون تمہارے پوچھے یہ چاہتے ہیں کہ تم کو معلوم ہو جائے اور تمہیں نیک نیتی حاصل ہو تو تمہارے پوچھنے سے اور زیادہ مہربانی کریں گے۔

ضروری بات پوچھنے سے گناہ چاہیے اور مراقبہ کا بیان جو بہت مفید ہے

میں نے اس مضمون کو لمبا چوڑا اس لیے بیان کیا کہ میں تاکید سے کہتا ہوں کہ مولویوں کے پاس آنا جانا اختیار کرو اور اپنی حالت کو درست کرو اور عمل میں

سے پوچھنے میں شرم نہ کرو۔ ایک بات بہت مفید یہ ہے کہ حساب کا مراقبہ کیا کرو جس کی صورت یہ ہے کہ کوئی وقت مقرر کر کے تنہائی میں یہ خیال کیا کرو کہ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہوں اور ازل تو لےنے کی ترازو بھی موجود ہے اور میرا حساب ہو رہا ہے اور پل صراط سامنے کھڑا کر کے اس پر چلنے کا حکم دیا گیا ہے۔ پھر دیکھنا کہ تم سے گناہ کیسے ہوتے ہیں۔ ہرگز نہیں ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں پیدا ہوگا اور شریعت پر چلنا دشوار نہ لے گا۔ جب شریعت پر چلنے لگے تو پل صراط پر چلنا کوئی بات نہیں۔ بڑے درجہ کے علماء کے نزدیک پل صراط ایک صورت ہے شریعت کی اس لیے سالک یعنی شریعت پر چلنے والا دُنیا میں پُل صراط پر چل رہا ہے۔ اس لیے قیامت میں کوئی دُشواری نہ رہے گی اور اپنے حال کو ہر وقت دُرست رکھو نہ معلوم کس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلاوا ہو جاوے۔ حال کے درست ہو جانے کی علامت یہ ہے

صَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللَّهِ أَحَبَّ اللَّهُ لِقَاءَكَ جَوْشَخْصِ الْيَسَا صَافٍ هُوَ كَمَا
اللَّهُ تَعَالَى كَمَا يَأْسُ جَانِي سَمِي كُوَانْدِي شَهْ نَهْتَا هُو تُو اللَّهُ تَعَالَى بَهِي
اس سے خود ملنا چاہتے ہیں اور یہ جب ہی ہو سکتا ہے کہ عمل ٹھیک ہوں۔

حدیث شریف میں ہے -

أَحْسِنُوا الظَّنَّ بِرَبِّكُمْ ترجمہ: اللہ تعالیٰ سے اچھا گمان رکھو۔
اور تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ گمان اس کا درست ہوتا ہے جس کے
عمل ٹھیک ہوں اس صورت میں حدیث کے یہ معنی ہوتے کہ أَحْسِنُوا
الْعَمَلَ کہ عمل کو ٹھیک کرو کہ وہ سبب ہے اللہ تعالیٰ سے اچھا گمان

رکھنے کا اور یہ معنی تھوڑے ہی ہو سکتے ہیں کہ بُرے عمل کیے جاؤ اور خیال اچھا جماتے رہو یہ تو دھوکہ ہے۔ مختصر یہ ہے کہ ایسا حال بنا لو کہ جب سوچو موت بُری نہ معلوم ہو اور موت کا وقت مقرر نہیں۔ اس لیے ہر وقت حال ٹھیک رکھنا ضروری ہو۔ کیونکہ شاید یہی آخری سانس ہو اس واسطے ہم کو ہر وقت تیار رہنا چاہیے۔

وعظ ختم ہوا اور لوگوں نے دُعا مانگی، فقط

تمت



بذنگاہی کے نقصانات

فرمایا کہ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ کسی نامحرم کو دیکھنے کا تقاضا قلب میں ہو، اس کو ہم ایک دفعہ ہی بھر کر دیکھ لیں تو تسکین ہو جاتے گی، یہ محض غلط ہے وہ تسکین عارضی ہے۔ اس دیکھنے سے جوش کم نہیں ہوتا بلکہ دل کی گہرائی میں اُتر جاتا ہے اس لیے محسوس نہیں ہوتا اور تسکین کا جو شبہ ہوتا ہے تو قصداً اس کا تصور کر کے مزہ لینا زہر قاتل، رہزن دین ہے۔ حدیث شریف میں ہے :

النَّظَرُ سَهْمٌ مِنْ سَهَامِ ابْلِيسَ

نظر ابلیس کے تیروں میں سے ایک تیر ہے

(کمالاتِ اشرفیہ)

وساوس جمع آتے ہوں اس کا غم کیوں
عمر بٹ اپنے جی کو جلانا بُرا ہے
خبر کچھ کو اتنی بھی ناداں نہیں ہے
وساوس کا لانا کہ آنا بُرا ہے

مجزوبؑ رحمۃ اللہ علیہ

راہبر تو بس بتا دیتا ہے راہ
راہ چلنا راہرو کا کام ہے
تجھ کو مُرشد لے چلے گا دوش پہ
یہ تر راہرو خیاںِ غام ہے

مجزوبؑ رحمۃ اللہ علیہ